بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۶

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۳ نبوت ۱۳۴۳ ہش ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ ۳ نومبر ۱۹۶۴ء	نمبر ۲۵۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲ نومبر بوقت ۹ بجے صبح

کل رات بھی اور آج رات بھی حضور کو نیند آگئی۔ اِس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل بناتا ہے

اگر مسابقت علی الخیرات کیلئے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے

"ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہیئے اور ان کو شکر کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یونہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صدہا نشان دکھائے ہیں۔ کیا کوئی تم سے ایسا بھی ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایک بھی ایسا نہیں کہ جس کو ہماری صحبت میں رہنے کا موقعہ ملا ہو اور اس نے خدا تعالیٰ کا تازہ بتازہ نشان اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو۔

ہماری جماعت کے لئے اِس بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے، خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو، نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو۔ کیونکہ اگر سستی ہو تو وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے۔ اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لئے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اِس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل اِس جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آجاوے گا کہ وہ الگ ہو جائے گا۔ اِس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔"

(بحر العرفان صفحہ ۳۰۴۲)

اخبار احمدیہ

○ — ربوہ ۲ نومبر۔ مجلس خدام الاحمدیہ کا نیا سال شروع ہونے پر کل بعد نماز مغرب مقامی مجلس کے زیر اہتمام مسجد مبارک میں خدام و اطفال کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خدام سے ایمان افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے مہتمم مقامی نامزد کرنے کے سلسلہ میں مشورہ بھی لیا۔ اور پھر آئندہ سال کے پروگرام کے تعلق میں انہیں اہم نصائح فرمائیں۔ آپ نے اس امر پر خاص زور دیا کہ نئے سال میں خدام کو تعلق باللہ اور محاسبہ نفس کے ذریعہ سے اپنی اصلاح کرتے اور اپنے قومی کردار و اخلاق کو بلند کرکے اپنے بزرگوں کی روایات کو زندہ کرنے کی خاص طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔

○ — قائد صاحب تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ اطلاع دیتے ہیں کہ اطفال الاحمدیہ کا آئندہ تعلیمی امتحان اب ۱۲ نومبر ۱۹۶۴ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بشیر ہال میں ۹ بجے صبح زیر انتظام مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب ہوگا۔ اس میں ۹ تا ۱۲ سال کے بچوں کی دینی معلومات کا تحریری مقابلہ ہوگا۔ اول و دوم ممتحنان کو انعام ملے گا۔ اول کو سال بھر کی سکول کی فیس کے برابر اور دوم کو نصف سال کی فیس کے برابر انعام ملے گا۔

انٹرویو اجتماع سے پہلے ہو گا۔ جس کے وقت کا اعلان بعد میں ہوگا اس میں عام دینی معلومات کے متعلق زبانی سوالات ہوں گے

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳ ـ نومبر ۱۹۶۴ء

دنیا بتدریج امن و امان کی طرف بڑھ رہی ہے

(قسط نمبر ۲)

اسی بات کی مزید تشریح مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرح فرمائی ہے :-

"مسیح موعود صرف اس جنگِ روحانی کی تحریک کے لئے آیا ضرور نہیں کہ اسکے روبرو ہی اس کی تکمیل بھی ہو بلکہ یہ تخم جو زمین میں بویا گیا آہستہ آہستہ نشوونما پائے گا یہاں تک کہ خدا کے پاک وعدوں کے موافق ایک دن یہ ایک بڑا درخت ہو جائے گا اور تمام سچائی کے بھوکے اور پیاسے اس کے سایہ کے نیچے آرام کریں گے۔ دلوں سے باطل کی محبت اُٹھ جائے گی گویا باطل مر جائے گا اور ہر ایک سینہ میں سچائی کی روح پیدا ہو گی۔ اس روز وہ سب نوشتے پورے ہو جائیں گے جن میں لکھا ہے کہ زمین سمندر کی طرح سچائی سے بھر جائے گی۔"

(ایّام الصلح صفحہ ۶۹)

آپ "لیگ آف نیشنز" اور "انجمن اقوامِ متحدہ" کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں "قیامِ امن" کا خیال بتدریج ہی دلوں میں نشوونما پا سکا ہے۔ پہلے یہ خیال اگر کسی دل میں پیدا بھی ہوتا تھا تو جامۂ عمل پہنانے کی مشکلات کا طوفان اس کو دل سے محو کر دیتا تھا۔ آہستہ آہستہ یہ خیال لوگوں کے دلوں میں ترقی پاتا گیا۔ پہلے اس کی صورت یورپی اقوام کے اتحاد کی صورت میں رونما ہوئی مگر جب مغربی اقوام کو پہلی عالمگیر جنگ کا تجربہ ہوا تو اس نے محدود قسم کی عالمگیر صورت اختیار کر لی۔ پھر دوسری عالمگیر جنگ کے بعد اسنے انجمن اقوامِ متحدہ کی صورت اختیار کی ہے۔ چنانچہ "خبر نامہ مذکورہ" کا مقالہ نگار لکھتا ہے :-

"انیس سال ہوئے اقوامِ متحدہ کا چارٹر بنانے والوں نے واضح کیا کہ وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ جب انہوں نے اپنے اس "عزمِ صمیم" کا اظہار کیا کہ "ہم آنے والی نسلوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے بچانا چاہتے ہیں" تو انہوں نے گویا یہ تسلیم کر لیا کہ اگر الفاظ کا مفہوم ان کی اصطلاحی قدروں سے کچھ زیادہ ہو سکتا ہے تو اس نئی عالمی تنظیم کو اپنی بدقسمت پیش رو یعنی مجلسِ اقوام سے کلیتہً مختلف النوع ہونا چاہئیے۔ انہوں نے امن کے تقاضوں کو تسلیم کر لیا۔ اوّل یہ کہ تمام بنی نوع انسان، تمام قومیں ان سے وابستہ ہیں۔ لہٰذا اقوامِ متحدہ میں رکنیت عالمگیر ہو۔ اور دوسرے یہ کہ امن کا مطلب یہ ہے کہ تمام انسان مادی اعتبار سے خوشحال ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل اقوامِ متحدہ کی سرگرمیاں اقتصادی اور معاشرتی ترقی کے میدان میں اور انسانی حقوق اور آزادیوں کے فروغ و تحفّظ کے دائرۂ عمل میں اپنا رنگ جما رہی ہیں۔"

(خبر نامہ اقوامِ متحدہ ۲۴ ـ اکتوبر ۶۴ء)

دیکھیئے اس سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا یہ پہلو کس خوبی سے واضح ہو رہا ہے کہ :-

"مگر یہ سب کچھ جیسا کہ سنّت اللہ ہے تدریجاً ہو گا۔ اس تدریجی ترقی کے لئے مسیح موعود کا زندہ ہونا ضروری نہیں بلکہ خدا کا زندہ ہونا کافی ہو گا یہی خدا تعالیٰ کی قدیم سنّت ہے اور الٰہی سنّتوں میں تبدیلی نہیں ہو سکتی پس ایسا آدمی سخت جاہل ہو گا کہ جو مسیح موعود کی وفات کے وقت اعتراض کرے کہ وہ کیا کر گیا کیونکہ اگرچہ یک دفعہ نہیں مگر انجام کار وہ تمام بیج جو مسیح موعود نے بویا تدریجی طور پر بڑھنا شروع کریگا اور دلوں کو اپنی طرف کھینچے گا۔ یہاں تک کہ ایک دائرہ کی طرح دنیا میں پھیل جائے گا۔"

(ایّام الصلح صفحہ ۶۹)

یورپین اقوام دو عالمگیر جنگوں اور دیگر تجربات سے اس نتیجہ پر پہنچیں کہ "دنیا سے جنگ کا خاتمہ ہونا چاہئیے اور یہ کام فوری انقلاب سے نہیں بلکہ بتدریج ہو سکتا ہے اور اس کام کو تمام دنیا کی اقوام ہی مل کر سرانجام دے سکتی ہیں۔ چونکہ اس وقت اقوامِ متحدہ محض انسانی تجربات کی بناء پر معرضِ وجود میں آئی ہے اور اس لئے اس کے پیشِ نظر صرف مادی خوشحالی ہے اس لئے وہ اس عظیم کام کی تکمیل کے لئے صرف مادی پہلو ہی پر غور کر سکتی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی صرف مادی خوشحالی تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کے احاطہ میں انسان کی ہمہ جہت خوشحالی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ایک محدود حد تک پوری ہو رہی ہے لیکن صحیح معنوں میں امن کا قیام اسی وقت ہو سکے گا اور یہ دنیا اسی وقت جنّت نظیر بن سکے گی جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت

بیضع الحرب

کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے اپنی پوری جدوجہد اس میں شامل کرے گی جو سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق میں کی ہوئی ہے۔ یہ کام اقوامِ متحدہ کی انجمن اپنی موجودہ صورت میں نہیں کر سکتی لیکن اگر ہم اپنی جدوجہد کو تیز تر کر دیں تو یہ بعید نہیں ہے کہ انجمن اقوامِ متحدہ بھی جیسا کہ ہم نے کہا ہے اپنی جدوجہد میں مذہبی تیسرے کے قیام کو بھی شامل کرے۔ یہ کام ابھی واقعی بڑا مشکل نظر آتا ہے لیکن جب تک یہ کام نہ ہو ہمیں اپنی جدوجہد کو اور بھی تیز تر کرنا چاہئیے۔ دوسرے یہ کام ہی دراصل اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کے سپرد کیا ہے۔ کوئی اقوامِ متحدہ کی انجمن ہو یا نہ ہو جماعتِ احمدیہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بیضع الحرب کی پیشگوئی کو تکمیل تک پہنچائے۔

رمِ مستقل کے سوا کچھ نہیں ہے

مرے پاس دل کے سوا کچھ نہیں ہے
دلِ مضمحل کے سوا کچھ نہیں ہے
چمن تیرے ظلّ کے سوا کچھ نہیں ہے
یہ گل ورنہ گِل کے سوا کچھ نہیں ہے
بہارِ نشاطِ محبت تو دیکھو
غمِ جاں گسل کے سوا کچھ نہیں ہے
سکونِ دلِ اضطرابِ تمنّا
رمِ مستقل کے سوا کچھ نہیں ہے
شبِ ہجر تنویرِ کوہِ گراں ہے
ہر اک لمحہ سِل کے سوا کچھ نہیں ہے

توبہ اور کفّارہ میں امتیازی فرق

مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ

عیسائی عقائد میں سب سے زیادہ اہمیت کفارہ کو حاصل ہے۔ باقی تمام عقائد اسی عقیدہ کے گرد گھومتے ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ باقی تمام عقائد صرف کفارہ ہی کے عقیدہ کی وجہ سے معرض وجود میں آئے ہیں۔

انسانی فطرت گناہوں کے بوجھ کے نیچے دب کر کسی ایسے حیلہ کو تلاش کرتی ہے جس سے اسے گناہ کی سزا سے نجات ملے۔ اور بسا اوقات آسان سے آسان طریق پر نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر اپنا بوجھ کسی اور پر لادا جا سکے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرتی۔ کفارہ کا عقیدہ بھی انسانی فطرت کی اسی کمزوری کا مظاہرہ ہے یعنی کفارہ کے ذریعہ عیسائی اپنے گناہوں (یا یوں کہہ لیجئے کہ اپنے فطری گناہ) کو یسوع مسیح کے کندھوں پر ڈال دیتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں بظاہر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ اب ان کے گناہوں کی سزا انہیں نہ ملے گی اگر وہ یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ تو کفارہ ہی میں استعمال کرنے کے لئے اگر وہ اسے صلیبی موت مارتے ہیں۔ تو وہ بھی اس لئے تا کہ ان کے گناہوں کا بوجھ وہ اٹھا لے۔ گویا اپنے گناہوں کے کفارہ کے لئے وہ ایک شخص کی فدائی پر ایمان لاتے ہیں اور پھر اسے صلیب پر مارنے میں بھی دریغ نہیں کرتے بلکہ اس بات پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

اگر عیسائیوں کو یقین ہو جائے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہونے اور صلیبی موت مرنے (جیسا کہ ان کا عقیدہ ہے) کے باوجود ان کے گناہوں کو اپنے کندھوں پر نہیں اٹھا سکتا۔ تو وہ یقیناً ان دونوں عقائد سے بے زار ہو جائیں گے۔ عیسائیت کا سب سے بڑا نعرہ یہی ہے کہ یسوع مسیح نے عیسائیوں کے گناہوں کو اپنے کندھوں پر لے لیا ہے اور یہ کہ وہ عیسائیوں کے گناہوں کی قیمت ادا کرنے کے لئے مصلوب ہو گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب وہ اپنے گناہوں کا مداوا از خود تلاش کرنے لگتے ہیں۔ اور اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق اپنے اس بوجھ کو اتار پھینکنے کا جتن کرتے ہیں۔ تو ان کی فطرت کی کمزوری کے باعث کفارے جیسی سکیمیں ہی ان کے ذہن میں آتی ہیں۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے تمام مذاہب جن کی بنیاد محض انسانی عقل پر استوار کی گئی ہے۔ وہ کفارے کے مسئلہ کو کسی نہ کسی رنگ میں ضرور پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف وہ مذہب جس کی بنیاد ہی اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے بجائے کسی اور کی طرف ہمارا رخ موڑنے کے ہمارے رخ کو اپنی طرف موڑا ہے اور انسانوں کو پست ہمتی سے نجات دلانے کے لئے اور انہیں اپنے گناہوں کے مداوا کے لئے بجائے کسی اور کے مرہون منت ہونے کے اس بات کا یقین دلایا ہے کہ کوئی شخص کسی اور کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ قرآن مجید فرماتا ہے

لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ

اور پھر انسانی فطرت کی اس بات کا طرف بھی راہ نمائی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں سے صرف ان کے اپنے ہی اعمال کے متعلق پوچھے گا۔ اور وہ بھی ہر انسان کی سمجھ بوجھ اور اس کی ذہنی و جسمانی طاقت کے مطابق۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔

اسلام کے متعلق ہم جتنا بھی غور کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ بات ہمارے ذہنوں اور دلوں میں راسخ سے راسخ تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ کہ یہ مذہب انسان کے لئے ایک پر امید فضا پیدا کرتا ہے۔ اسے پستیوں سے نکال کر بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اور بجائے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر کسی اور کی طرف آنکھیں لگائے رکھنے کے قوت عمل عطا کرتا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ انسانی فطرت کمزور ہے۔ اور اس لئے ہم سے غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور گناہ بھی سرزد ہوتے ہیں۔ اور سوائے انبیاء کے جن کو اللہ تعالیٰ ایک مثال کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے کون ہے جو کہہ سکے کہ اس سے کبھی کوئی خطا یا گناہ سرزد نہیں ہوا۔

سوال یہ ہے کہ خطا یا گناہ سرزد ہونے کے بعد اس کا علاج کس طرح ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علیٰ ما فعلوا وھم یعلمون — اولٰئک جزاؤھم مغفرۃ من ربھم وجنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خالدین فیھا ونعم اجر العاملین

(آل عمران ۱۳۶/۱۳۷)

ترجمہ:۔ اور (ان لوگوں کے لئے) جو کوئی برا کام کرنے کی صورت میں یا اپنی جانوں پر ظلم کرنے کی صورت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کون معاف کر سکتا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہوتا ہے اس پر (دیدہ و) دانستہ ضد نہیں کرتے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی جزا ان کے رب کی طرف سے (نازل ہونے والی) مغفرت اور ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور وہ ان میں بستے چلے جائیں گے۔ اور (کام کرنے والوں کا (یہ) بدلہ کیا ہی اچھا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے

ومن یعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیماً۔ (نساء)

اور جو کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بخشش پا جائیگا اور اس کے گناہ دھل جائیں گے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

یعنی اپنے گناہ سے حقیقی توبہ کرنے والا شخص ایسا ہی ہے۔ گویا کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ ہے ہی نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام انسان کو اس کی کمزوریوں کی طرف توجہ دلا کر اس میں بلند حوصلگی اور خود اعتمادی پیدا کرتا ہے اور اسے پستیوں سے اٹھا کر بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے گناہوں کی تو یہ حالت ہے کہ ایک گناہ کی سزا صرف اس گناہ ہی کے برابر ہوگی۔ لیکن نیکیوں کا بدلہ ہر کی گئی نیکی سے بہت زیادہ ہوگا

من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلھا وھم لا یظلمون

(سورۃ انعام)

جو کوئی نیکی کرے۔ اس کے لئے اس نیکی کا دس گنا اجر ہوگا اور جو کوئی بدی کرے اس کی سزا اسی بدی ہی کے برابر ہوگی۔ اور ان پر (لوگوں پر) قطعاً کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اسلام اور عیسائیت کے درمیان یہ ایک بڑی امتیازی بات ہے کہ عیسائیت ایک انسان کے گناہوں کو کسی دوسرے کے کندھوں پر لاد کر قوت عمل کی روح کو مفقود کر دیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ کو سراسر پھیر کر غیر اللہ کی طرف لگا دیتی ہے۔ اور اسلام توبہ کا دروازہ کھول کر انسان کو ہر لمحہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گرائے رکھتا ہے۔ اور اس طرح اسے اپنے مالک حقیقی سے کسی وقت بھی جدا نہیں ہونے دیتا۔

توبہ اور مغفرت کے صحیح معنوں پر غور کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی بجائے عیسائی حضرات اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ توبہ اور استغفار اس بات کی قطعی دلیل ہے۔ کہ انسان گنہگار ہے۔ اور جو جس قدر توبہ اور استغفار کرے وہ اتنا ہی زیادہ گنہگار ثابت ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف نور القرآن میں اس امر پر نہایت لطیف بحث فرمائی ہے حضور فرماتے ہیں:۔

"اکثر نادان عیسائی مغفرت کی سچی حقیقت نہ دریافت کرنے کی وجہ سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ جو شخص مغفرت مانگے وہ فاسق اور گنہگار ہوتا ہے۔ مگر مغفرت کے لفظ پر خوب غور کرنے کے بعد صاف طور پر سمجھ آ جاتا ہے کہ فاسق اور بدکار وہی ہے جو خدا تعالیٰ سے مغفرت نہیں مانگتا۔ کیونکہ جبکہ ہر ایک سچی پاکیزگی اسی کی طرف سے ملتی ہے۔ اور وہی نفسانی جذبات کے طوفانوں سے محفوظ اور معصوم رکھتا ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ کے راستباز بندوں کا ہر ایک طرفۃ العین میں یہی کام ہونا چاہیئے کہ وہ اس حافظ اور عاصم حقیقی سے مغفرت مانگا کریں۔ اگر ہم جسمانی عالم میں مغفرت کا کوئی نمونہ تلاش کریں۔ تو ہمیں اس سے بڑھ کر اور کوئی مثال نہیں مل سکتی کہ مغفرت اس مضبوط بند کی طرح ہے جو ایک طوفان اور سیلاب کے روکنے کے لئے بنایا جاتا ہے۔ پس چونکہ تمام زور اور تمام طاقتیں خدا تعالیٰ کے لئے مسلم ہیں اور انسان جیسا کہ جسم

کے رو سے کمزور ہے روح کے رو سے بھی ناتواں ہے اور اپنے شجرہ پیدائش کے لئے ہر ایک وقت اس لازوال ہستی سے آبپاشی چاہتا ہے جس کے فیض کے بغیر یہ جی نہیں سکتا اس لئے استغفار مذکورہ معانی کے رو سے اس کے لازم حال پڑا ہے اور جیسا کہ چاروں طرف درخت اپنی ٹہنیاں چھوڑتا ہے گویا اردگرد کے چشمہ کی طرف اپنے ہاتھوں کو پھیلاتا ہے کہ اے چشمہ میری مدد کر اور میری سرسبزی میں کمی نہ ہونے دے اور میرے پھلوں کا وقت ضائع ہونے سے بچا یہی حال راستبازوں کا ہے روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا یہی وہ امر ہے جس کو قرآن کریم دوسرے لفظوں میں استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے قرآن کو سوچو اور غور سے پڑھو استغفار کی اعلیٰ حقیقت پاؤ گے اور ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ مغفرت لغت کی رو سے ایسے ڈھانکنے کو کہتے ہیں جس سے کسی آفت سے بچنا مقصود ہے مثلاً پانی درختوں کے حق میں ایک مغفرت کرنے والا عنصر ہے یعنی ان کے عیبوں کو ڈھانکتا ہے۔ یہ بات سوچ لو کہ اگر کسی باغ کو برس دو برس بالکل پانی نہ ملے تو اس کی کیا شکل نکل آئے گی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اس کی خوبصورتی بالکل دور ہو جائے گی اور سبزی اور خوشنمائی کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ اور وہ وقت پر کبھی پھل نہیں لائے گا اور اندر ہی اندر جل جائے گا اور پھول بھی نہیں آئیں گے۔ بلکہ اس کے سرسبز اور نرم نرم لہلہاتے ہوئے پتے چند روز میں ہی خشک ہو کر گر جائیں گے اور خشکی غالب ہو کر مجذوم کی طرح آہستہ آہستہ اسکے تمام اعضاء گرنے شروع ہو جائیں گے۔ یہ تمام بلائیں کیوں اس پر نازل ہوں گی؟ اس وجہ سے کہ وہ پانی جو اس کی زندگی کا مدار تھا اس نے اس کو سیراب نہیں کیا اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے کلمة طیّبة کشجرة طیبة یعنی پاک کلمہ پاک درخت کی مانند ہے پس جیسا کہ کوئی عمدہ اور شریف درخت بغیر پانی کے نشوونما نہیں پا سکتا اسی طرح راستباز انسان کے کلماتِ طیبہ جو اس کے منہ سے نکلتے ہیں اپنی پوری سرسبزی دکھلا نہیں سکتے اور نہ نشوونما کر سکتے ہیں جبتک وہ پاک چشمہ ان کی جڑھوں کو استغفار کے نالے میں ہو کر تر نہ کرے۔ سو انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کے نالے میں ہو کر حقیقی چشمہ انسانیت کی جڑھوں تک پہنچتا ہے اور خشک ہونے اور مرنے سے بچا لیتا ہے۔ جس مذہب میں اس فلسفہ کا ذکر نہیں وہ مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔"

حقیقت یہی ہے کہ کفارہ سے انسان اللہ تعالیٰ سے دور جا پڑتا ہے اور توبہ و استغفار سے اسکے نزدیک آجاتا ہے اور اس بات سے کسے انکار ہو سکتا ہے کہ انسانی زندگی کا حقیقی مقصد اللہ تعالیٰ کا حصول ہے۔ اس مقصد کے حصول میں توبہ و استغفار سے زیادہ کوئی چیز ممد نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کا حقیقی مقصد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین +

محترم شیخ عبد الرحیم صاحب شرما کے خود نوشت حالاتِ زندگی

(قسط نمبر ۔۔)

حضرت مسیح موعودؑ کے درشن

میں پہلے بتا چکا ہوں کہ منشی عبد الوہاب رضؓ صاحب اکثر مجھ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ان کے پاس اخبار الحکم اور بدر آیا کرتے تھے۔ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات اور الہام درج ہوتے۔ وہ اکثر میں پڑھا کرتا تھا۔ منشی عبد الوہاب صاحبؓ قادیان آنے لگے تو انہوں نے مجھ سے بھی ذکر کیا۔ میرے دل میں پہلے ہی حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کا شوق پیدا ہو چکا تھا۔ میں بھی ان کے ساتھ قادیان آنے کے لئے تیار ہو گیا۔ چنانچہ میں نے چند روز کی رخصت لی اور ہم حضورؑ کی زیارت کے لئے چل پڑے یہ غالباً ماہ جون یا جولائی ۱۹۰۷ء کا ذکر ہے جمعہ کے روز قریباً گیارہ بجے ہم قادیان پہنچے اور سیدھے مسجد مبارک میں گئے وہاں چند آدمی بیٹھے تھے ان میں ایک نہایت وجیہہ بزرگ تھے۔ منشی صاحب نے ان سے مصافحہ کیا۔ میں نے بھی سلام کیا۔ میں نے خیال کیا کہ غالباً یہی وہ حضرت مسیح موعودؑ ہیں جن کا منشی صاحب ذکر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کھانا کھا آئے ہیں۔ ہم نے کہا نہیں ابھی آئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کر کھانا کھا آؤ اور جمعہ کے لئے تیاری کرو۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ بزرگ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد نہانے کے لئے ہم مسجد اقصےٰ چلے گئے اس وقت میرے کانوں میں سونے کی بالیاں تھیں۔ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحبؓ نومسلم سابق مہر سنگھ اور پیر محمد یوسف صاحب وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اعتراض کیا کہ مرد کو تو سونا پہننا روا نہیں تم نے سونا کانوں میں کیوں ڈالا ہوا ہے۔ میں حیران تھا کہ کیا جواب دوں کہ منشی صاحب آگئے۔ انہوں نے الگ لیجا کر ان کو سمجھایا۔ غالباً یہ کہا ہوگا کہ یہ ہندو ہے اور اسلام کی طرف راغب ہے۔ وہ مطمئن ہو گئے غسل کر کے ہم مسجد مبارک میں آئے۔ ان دنوں دو جگہ جمعہ ہوتا تھا مسجد مبارک میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ نے جمعہ پڑھایا تھا اور مسجد اقصےٰ میں حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ ہم نے جمعہ مسجد مبارک میں پڑھا۔ میں کھڑکی کے پاس بیٹھا تھا مجھ کو بتایا گیا تھا کہ یہاں سے حضرتِ اقدس تشریف لائیں گے۔ مسجد چھوٹی تھی ایک صف میں بمشکل چھ یا سات آدمی سما سکتے تھے۔ جب کھڑکی کے راستہ سے حضرت اقدسؑ تشریف لائے میں نے حضورؑ سے مصافحہ کیا اور کپڑوں کو چھوا۔ کپڑوں سے مجھے خوشبو آتی تھی غالباً حضورؑ نے عطر لگایا ہوا تھا۔ حضورؑ کی زیارت سے میرے قلب پر خاص اثر پڑا۔ آپؑ کو دیکھ کر میں بے تاب ہو گیا اور اسلام کی طرف میری کشش زیادہ ہو گئی۔

خدا کے فضل نے مجھے صحابی بنا دیا

جب میں گھر سے چلا تھا تو میری نیت اسلام قبول کرنے کی نہ تھی۔ صرف حضورؑ کی زیارت مقصود تھی۔ اس شوق میں میں نے یہ سفر اختیار کیا تھا۔ قادیان میں آکر منشی صاحب نے مجھ کو اسلام قبول کرنے کی تحریک نہیں کی بلکہ ان کا مشورہ یہی تھا کہ میں ابھی بیعت نہ کروں۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ میں ابھی نوعمر تھا اور بعض احباب کا خیال تھا کہ اگر یہ بات نکل گئی کہ حضورؑ نے ایک نوعمر لڑکے کو مسلمان بنا لیا ہے تو ہندو کوئی فتنہ کھڑا کر دیں گے اور حضورؑ کو تکلیف ہوگی لیکن حضورؑ کو دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد جب بیعت ہونے لگی تو اللہ تعالےٰ نے مجھ کو توفیق دیدی اور میں خودبخود بیعت کے لئے آگے بڑھ آیا۔ اس وقت قریباً آٹھ آدمیوں نے بیعت کی۔ میری اس جرأت کو دیکھ کر منشی عبد الوہاب صاحبؓ بہت خوش ہوئے اور مجھ کو سینے سے لگا لیا۔ مگر اس وقت انہوں نے فتنہ کے خیال سے مجھ کو یہ ظاہر کرنے نہ دیا کہ میں ہندوؤں سے مسلمان ہوا ہوں۔ اس وقت بیعت کے بعد نام لکھے جاتے تھے۔ میں نے اپنا نام رحیم بخش لکھوایا۔ بعد میں حضرت خلیفة المسیح اوّلؓ کے زمانہ میں رحیم بخش کی بجائے عبد الرحیم نام رکھا گیا۔ سات روز ہم قادیان میں رہے اکثر نمازیں ہم مسجد مبارک میں پڑھا کرتے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد حضورؑ شاہ نشین پر رونق افروز ہوتے اور کسی مقدمہ کے متعلق گفتگو ہوتی۔ غالباً کرم دین والا مقدمہ تھا۔ سات روز ٹھہر کر ہم واپس وطن آگئے۔ آتی دفعہ میں نے حضرت صاحب کی چند کتب خریدیں۔ سرمہ چشم آریہ۔ جنگِ مقدس رپورٹ جلسہ مہوتسو (مذاہب عالم) وغیرہ جن کا مطالعہ بعد میں میرے لئے مفید ثابت ہوا۔

ہجرت بسوئے قادیان دار الامان

ایک دن مجھ کو خیال آیا کہ تم مسلمان تو ہو گئے ہو لیکن اسلام کی تعلیم تو حاصل نہیں کی۔ میرے دل میں تحریک ہوئی کہ میں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھوں مگر قصبہ ہنوڑ میں ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔ میں نے دعا شروع کر دی ہوئی تھی۔ آخر خدا تعالےٰ نے میرے لئے یہ سامان بھی پیدا کر دیا کہ رسالہ تشحیذ الاذہان میرے نام آیا کرتا تھا حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب (خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ) اسکے ایڈیٹر تھے۔ ایک دفعہ میں نے اس میں اشتہار دیکھا کہ رسالہ تشحیذ الاذہان کیلئے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو حساب کتاب رکھ سکتا ہو اور کسی قدر مضمون وغیرہ لکھنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہو۔ میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ میں درخواست کروں۔ شاید مجھ کو قادیان میں رہنے کا موقعہ مل جائے میں نے لکھا کہ میں نومسلم ہوں۔ اسلام کے متعلق زیادہ واقفیت نہیں رکھتا اس لئے مضمون وغیرہ تو نہیں لکھ سکتا البتہ حساب کتاب کا کام کر سکوں گا۔ میں اس وقت ریاست میں ملازم ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ میں اسلام کی تعلیم سیکھوں۔ اگر آپ مجھ کو مفید مطلب سمجھیں تو میں قادیان آنے کے لئے تیار ہوں۔

درخواست دینے کے بعد مجھے ایک رؤیا بھی ہو چکا تھا کہ میں قادیان میں ہوں ایک کمرہ میں بیٹھا ہوں وہاں اور بھی لوگ ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب نے مجھے بلایا اور ایک کتب خانہ کی الماریوں کی چابیوں کا گچھا میرے سپرد فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب میں بلانے پر قادیان پہنچا تو تشحیذ الاذہان کی لائبریری میں دو ہزار کے قریب کتب تھیں۔ اسکی چابیوں کا گچھا میرے سپرد کیا گیا۔ حالانکہ اس سے قبل میں نے تشحیذ الاذہان کی لائبریری کبھی نہ دیکھی تھی۔

حضرت صاحب نے لکھا کہ بتاؤ کس قدر گزارہ پر تم یہاں آسکتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ قادیان کے حالات سے مجھ کو واقفیت نہیں کہ کس قدر رقم میں میرا وہاں گزارہ ہو جائے گا۔ بہرحال میں دس روپے ماہوار تک تنخواہ پر آجاؤں گا۔ میری والدہ چونکہ ہندو ہیں اور جین حیات ہیں۔ پانچ روپے ماہوار میں انکو بھیج دیا کروں گا اور پانچ روپے میں خود گزارہ کر لوں گا اور لکھا کہ اگر اس سے کم میں وہاں میرا گزارہ ممکن ہوا تو میں اس سے بھی کم لینے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت صاحب نے تحریر فرمایا۔ آجاؤ۔ چنانچہ میں نے اپنی ملازمت سے چھ ماہ کی رخصت بلا تنخواہ لی اور ۲۶ دسمبر ۱۹۱۰ء کو قادیان حاضر ہو گیا۔ بعد میں قادیان سے ہی اپنا استعفےٰ لکھ کر بھیج دیا۔ اس وقت سے تقسیم ملک تک اللہ تعالےٰ نے مجھ کو قادیان میں رہنے کی توفیق دی +

مجلس خدام الاحمدیہ کے تیئیسویں ۲۳ سالانہ اجتماع کے مختصر کوائف

پہلے دو ۲ روز کی کارگزاری

مرتبہ:- عطاء المجیب صاحب راشد نائب مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

امسال مجلس خدام الاحمدیہ کا تیئیسواں سالانہ اجتماع مورخہ ۲۳ اکتوبر ۶۴ء سے ۲۵ اکتوبر ۶۴ء تک ربوہ میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے مختصر کوائف درج ذیل ہیں:-

خدام الاحمدیہ کا یہ اجتماع محلہ دارالبرکات کے اس وسیع میدان میں منعقد ہوا۔ جس میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ اجتماع کے سلسلہ میں انتظامات تو کئی ماہ سے شروع تھے۔ لیکن مورخہ ۱۲ اکتوبر سے ہنگامی بنیادوں پر کام کا آغاز ہوا۔ اگلے روز مقام اجتماع کی تیاری کا کام شروع ہوا۔ اسی روز مغرب کے بعد مقام اجتماع میں مجلس خدام الاحمدیہ کی مجلس انتظامیہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں جملہ انتظامات کی رفتار کا جائزہ لیا گیا۔ اگلے روز جمعہ کے بعد اجتماع کا افتتاح ہونا تھا۔ اس روز سارے شعبوں نے بڑی سرگرمی سے کام شروع کر دیا۔ انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جملہ منتظمین و معاونین بڑی مستعدی سے مصروفِ کار رہے۔ یہ سلسلہ دوپہر تک جاری رہا۔ تا آنکہ نماز جمعہ سے قبل مقام اجتماع ہر لحاظ سے تیار ہو گیا۔

نماز جمعہ و عصر کی ادائیگی کے بعد پونے تین بجے مقام اجتماع میں اجتماع کا آغاز ہوا۔ خدام اور اطفال کے علاوہ انصار بزرگوں اور دیگر احباب نے بھی ایک کثیر تعداد میں حاضر ہو کر کارروائی کو سُنا۔ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے سب خدام اور اطفال کو خوش آمدید کہا۔ اور ایک بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔ اس کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے حضور دعاؤں کے ساتھ اس بابرکت اجتماع کا افتتاح عمل میں آیا۔ (افتتاحی تقریب کی کسی قدر تفصیل الفضل مورخہ ۲۵ اکتوبر میں شائع ہو چکی ہے)۔

افتتاح کے اعلان کے بعد باقی پروگرام کا آغاز درس قرآن مجید سے ہوا۔ محترم صاحبزادہ [illegible] رفیع احمد صاحب نے سورہ النمل کے ایک حصہ کی تفسیر نہایت ایمان افروز انداز میں بیان فرمائی۔ [illegible] مسئلہ توحید کی وضاحت فرمائی۔ اس کے بعد ورزشی مقابلہ جات کا وقت تھا۔ چنانچہ کبڈی۔ والی بال اور رسہ کشی کے ابتدائی مقابلے ہوئے۔ نماز مغرب تمام خدام نے مقام اجتماع میں باجماعت ادا کی۔ اس کے بعد محترم میر داؤد احمد صاحب مہتمم عمومی نے درس حدیث دیا۔ آپ نے اصلاح نفس کے بارہ میں مختلف مضامین کی چند احادیث پیش کر کے ان کی مختصر تشریح بیان فرمائی۔ اس کے بعد کھانے اور نماز عشاء کی تیاری کے لئے وقفہ تھا۔ اس وقفہ میں سٹیج پر قرآن مجید کی قرأت کا مقابلہ جاری رہا۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد معیار سوم و چہارم کے تقریری مقابلے ہوئے۔ اس کے بعد حفظ قرآن کریم۔ مطالعہ حدیث۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ترجمہ قرآن کریم کے مقابلے ہوئے۔ ان سب مقابلوں میں ربوہ اور باہر سے تشریف لانے والے خدام نے بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔ (علمی و ورزشی مقابلہ جات کے تفصیلی نتائج الفضل میں شائع کیے جائیں گے)۔ رات دس بج کر دس منٹ پر مجلس شوریٰ کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس کا آغاز محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جس کے بعد اجتماعی دعا کی گئی۔ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب نے گزشتہ سال کے فیصلہ جات کی تعمیل کی رپورٹ اور درج شدہ تجاویز پڑھ کر سنائیں پھر ایجنڈا پیش ہوا۔ جس پر غور کرنے کے لئے تین سب کمیٹیاں تشکیل کی گئیں۔ نمائندگان شوریٰ نے ممبران کے نام تجویز کئے۔ دُعا کے بعد رات سوا گیارہ بجے کے قریب اجلاس برخاست ہوا۔ اور اسی کے ساتھ اجتماع کے پہلے روز کا پروگرام ختم ہو گیا۔

دوسرے روز علی الصبح سوا چار بجے مقام اجتماع میں نماز تہجد ادا کی گئی۔ اس میں شامل ہونے کے لئے خدام کثیر تعداد میں مقام اجتماع میں پہنچ گئے۔ نماز تہجد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے پڑھائی۔ نماز میں اسلام کی سربلندی، غلبہ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت یابی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ نماز فجر بھی محترم صاحبزادہ صاحب نے پڑھائی۔ جس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی بعض آیات کی نہایت لطیف تفسیر بیان فرمائی۔ درس قرآن مجید کے بعد تلاوت قرآن مجید کے لئے وقفہ تھا۔ غالباً یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس وقفہ میں خدام نے الگ الگ اپنی اپنی جگہ پر قرآن مجید کی تلاوت کی۔ جو خدام باہر ڈیوٹیوں پر متعین تھے۔ وہ بھی اس پروگرام میں شامل رہے۔ غرض وَقُرْآنَ الْفَجْرِ کے ارشادِ قرآنی کی تعمیل میں سب خدام نے اس میں حصہ لیا۔

چھ بجے کے قریب مشاہدہ و معائنہ کا مقابلہ شروع ہوا۔ یہ مقابلہ بڑا دلچسپ ہوتا ہے۔ اس میں خدام کی قوتِ شناخت کے علاوہ قوتِ فکر کا بھی امتحان ہوتا ہے۔ اسی وقت میدانِ عمل میں اونچی آواز اور نظم کا مقابلہ ہوا۔ یہ دونوں مقابلے امسال پہلی مرتبہ منعقد کروائے گئے۔ اسی دوران سٹیج پر مضمون نویسی کا مقابلہ بھی شروع ہو گیا۔ ساڑھے چھ بجے کے بعد ناشتہ کے لئے ایک گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ مقام اجتماع کے ایک طرف طعام خانہ بنایا گیا تھا۔ یہاں پر باہر سے آنے والے سب خدام نے ایک خاص ترتیب اور نظام سے ناشتہ کیا۔ باقی اوقات میں بھی خدام اسی جگہ آ کر کھانے میں شامل ہوتے رہے۔

ساڑھے سات بجے ورزشی مقابلے شروع ہوئے۔ اس وقت ۱۱۰ گز۔ ۲۲۰ گز اور ۴۴۰ گز کی دوڑیں۔ وزن اٹھانے۔ لمبی چھلانگ۔ گولہ پھینکنے۔ کلائی پکڑنے اور نیزہ پھینکنے کے علاوہ نٹ بال کا سیمی فائینل مقابلہ ہوا۔ یہ سارے مقابلے خدام کی خاص دلچسپی کا موجب رہے۔ ان مقابلوں کے بعد خدام پنڈال میں جمع ہو گئے اور علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ پہلے عام معلومات کا مقابلہ ہوا۔ پھر دینی معلومات کا پرچہ ہوا۔ جس میں سب خدام نے شمولیت کی۔ اس کے بعد معیار دوم کے تقریری مقابلے ہوئے۔ اس نشست کے اختتام کے وقت دوپہر کا ایک بج رہا تھا۔ خدام نے کھانا کھایا اور بعد ازاں مقام اجتماع میں نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کیگئی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت مولوی فضل الدین صاحب نے ذکر حبیب کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے چند ایمان افروز روایات بیان فرمائیں بعد ازاں اسی مضمون کے سلسلہ میں محترم میر محمود احمد صاحب ناصر مہتمم تربیت نے درس دیا۔ اس کے بعد قرآن کریم کے متعلق ایک پرچہ ہوا۔ جس میں سب خدام شامل ہوئے۔

امسال قواعد کے مطابق آئندہ دو سال کے لئے صدر مجلس کا انتخاب ہونا تھا۔ چنانچہ ساڑھے تین بجے کے قریب محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت مقام اجتماع میں تشریف لا کر نئے صدر کا انتخاب کروایا۔ اس عہدہ کے لئے کل پانچ نام پیش ہوئے۔ جن میں سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے والے تین نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں برائے منظوری بھجوائے گئے۔ اگلے روز دوپہر ایک بجے کے قریب محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے مقام اجتماع میں تشریف لا کر اعلان فرمایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ دو ۲ سال کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کو مجلس خدام الاحمدیہ کا صدر نامزد فرمایا ہے۔ (آپ کو نمائندگان کے سو فیصد ووٹ حاصل ہوئے تھے۔) آپ کے اس اعلان پر پنڈال نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھا۔

پونے چار بجے کے قریب شوریٰ کا اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی صدارت میں ہوا۔ اس اجلاس میں سب کمیٹیوں کی رپورٹ پیش کی گئی۔ شوریٰ کے فوراً بعد کبڈی کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔ نماز مغرب کے بعد محترم میر محمود احمد صاحب ناصر مہتمم تربیت نے درس حدیث دیا۔ نماز عشاء کے بعد دوسرے روز کی آخری نشست منعقد ہوئی۔ جو رات گیارہ بجے تک جاری رہی۔

سب سے پہلے تلقین عمل کا پروگرام تھا۔ اس میں پہلی تقریر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی تھی۔ آپ نے اپنی تقریر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پیش فرما کر واضح فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کے ہاں صرف بے غرض اعلیٰ نمونہ ہی قابل قبول ہے۔ اور وہ لوگ جو بے جا فخر و مباہات۔ غیبت۔ کبر و عجب۔ مخلوقِ خدا میں تفرقہ بازی، ریا اور دکھلاوا، نیز غیر اللہ کے خیال کو عظمت دینے کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ اُن کے اعمال قیامت کے روز اُن کے منہ پر مارے جائیں گے۔ کامیابی کا طریق صرف یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کی جائے۔ اور لوگوں کے باہمی تعلقاتِ محبت و اخوت کو مضبوط سے مضبوط تر کیا جائے۔ آپ کی اس پُر اثر تقریر کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے مختصر تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ نوجوانوں کو چاہیئے کہ اپنے اندر دین کی ہمدردی اور دین کے لئے غیرت کا جذبہ پیدا کریں۔ خدمتِ اسلام کی خاطر زندگیاں وقف کریں۔ اور مال کی قربانی دینے میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ آپ نے خدام سے بڑے درد بھرے انداز میں اپیل کی کہ تم کوشش کرو کہ اپنے آپ کو خدا کی راہ میں بیچ ڈالو اور اپنے دلوں میں دین کی ایسی ہمدردی پیدا کرو کہ تم اس کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

بعد ازاں معیار اوّل کے تقریری مقابلے ہوئے۔ جس کے فوراً بعد علمی اور مذہبی سوالات کے جوابات کا دلچسپ اور از حد مفید پروگرام شروع ہوا۔ سوالات کے جوابات محترم مرزا رفیع احمد صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ محترم میر داؤد احمد صاحب۔ محترم میر محمود احمد صاحب اور محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نہایت آسان اور مدلل رنگ میں دیئے۔ اگرچہ رات کافی گزر چکی تھی۔ لیکن پروگرام اس قدر دلچسپ تھا کہ تمام خدام ہمہ تن گوش ہو کر پروگرام سُنتے رہے۔ رات کے گیارہ بجے یہ نشست برخاست ہوئی۔

(باقی)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے دسویں سالانہ اجتماع کا پروگرام

۱۳ر نومبر ۱۹۶۴ء بروز جمعۃ المبارک

اجلاس اوّل

۳-۰۰ تا ۳-۸	تلاوت قرآن مجید	مکرم حافظ مسعود احمد صاحب ناظم انصار اللہ ضلع سرگودھا
۳-۸ تا ۳-۲۵	دعا عہد وافتتاح	محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ
۳-۲۵ تا ۳-۲۷	تقسیم علم انعامی	
۳-۲۷ تا ۳-۳۵	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نائب قائد اصلاح وارشاد
۳-۳۵ تا ۳-۵۰	درس قرآن مجید	” مولانا ابو العطاء صاحب قائد تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ
۳-۵۰ تا ۴-۵	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	” مولوی غلام باری صاحب سیف
۴-۵ تا ۴-۲۰	درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام	” چوہدری محمد شریف صاحب
۴-۲۰ تا ۴-۳۰	نظم	” محمد احمد صاحب انور
۴-۳۰ تا ۴-۴۵	ماہنامہ ”انصار اللہ“ کے متعلق کچھ	” چوہدری انور حسین صاحب شیخوپورہ
۴-۴۵ تا ۵-۴۵	تفریحی کھیلیں	
۵-۴۵ تا ۷-۳۰	وقفہ برائے نماز مغرب وعشاء وطعام	

اجلاس دوم

۷-۳۰ تا ۷-۴۰	تلاوت قرآن مجید	مکرم محمد احمد صاحب انور ایم اے
۷-۴۰ تا ۷-۵۰	نظم	” چوہدری عبد العزیز صاحب
۷-۵۰ تا ۸-۴۰	سالانہ رپورٹ	قائدین مرکزیہ
۸-۴۰ تا ۹-۴۰	مجلس شوریٰ	
۹-۴۰ تا ۹-۵۵	قبولیت دعا کی دو ذاتی مثالیں۔	مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر نائب وکیل التبشیر

شب بخیر

۱۴ر نومبر ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ

اجلاس سوم

۴-۳۰ تا ۵-۰۰	نماز تہجد	
۵-۰۰ تا ۵-۳۵	نماز فجر	
۵-۳۵ تا ۵-۵۰	درس قرآن مجید	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب قائد اصلاح وارشاد
۵-۵۰ تا ۷-۰۰	ذکر حبیب علیہ السلام	
۷-۰۰ تا ۹-۰۰	ناشتہ وغیرہ	

اجلاس چہارم

۹-۰۰ تا ۹-۱۰	تلاوت قرآن مجید	مکرم حافظ محمد رمضان صاحب
۹-۱۰ تا ۹-۲۰	نظم	” محمد احمد صاحب انور ایم۔اے
۹-۲۰ تا ۹-۳۵	درس قرآن مجید	محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ
۹-۳۵ تا ۹-۴۷	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ
۹-۴۷ تا ۱۰-۰۰	درس کتب حضرت مسیح موعودؑ	” صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے
۱۰-۰۰ تا ۱۰-۱۰	سیرت حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ	” مولوی غلام احمد صاحب فرخ
۱۰-۱۰ تا ۱۰-۲۵	ذکر حبیب علیہ السلام	محترم حکیم دین محمد صاحب
۱۰-۲۵ تا ۱۰-۴۰	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی علالت اور صحت کیلئے دعا کی تحریک۔	” صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب قائد ایثار۔
۱۰-۴۰ تا ۱۰-۵۰	نظم	چودھری شبیر احمد صاحب
۱۰-۵۰ تا ۱۱-۵۰	انعامی تقریری مقابلہ	

منصفین

(۱) مکرم میر اللہ بخش صاحب تسنیم ناظم انصار اللہ ضلع گوجرانوالہ۔
(۲) مکرم قریشی عبد الرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ مجالس انصار اللہ سندھ۔
(۳) مکرم چوہدری رکن الدین صاحب زعیم اعلیٰ پشاور

عنوانات

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے احسانات جماعت احمدیہ پر
(۲) باہمی محبت واخوت کی اہمیت۔
(۳) نظام سلسلہ کے احترام کی اہمیت۔
(۴) جماعت احمدیہ کی ترقی کا راز۔
(۵) تربیت اولاد کی اہمیت۔

نوٹ:۔ مقابلہ میں شریک ہونے والے احباب کی تعداد کو مدنظر رکھکر ہر مقرر کو وقت دیا جائیگا۔

۱۱-۵۰ تا ۱۲-۱۰	سوال وجواب	محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس۔ مولانا ابو العطاء صاحب اور قاضی محمد نذیر صاحب جواب دیں گے

نوٹ:۔ ایسے سوالات دریافت کرنے کی اجازت نہ ہوگی جن کا تعلق افتاء یا قضاء سے ہو یا جن کا تعلق فرقہ دارانہ مسائل یا سیاسیات سے ہو۔

۱۲-۱۰ تا ۱۲-۲۵	صحت کو قائم رکھنے کے اصول	میجر ڈاکٹر شاہ نواز صاحب
۱۲-۲۵ تا ۱۲-۳۵	نظم	مکرم محمد احمد صاحب انور
۱۲-۲۵ تا ۲-۳۰	وقفہ برائے نماز ظہر وعصر وطعام	

اجلاس پنجم

۲-۳۰ تا ۲-۴۰	تلاوت قرآن مجید	چوہدری عبد العزیز صاحب
۲-۴۰ تا ۲-۵۰	نظم	چوہدری شبیر احمد صاحب
۲-۵۰ تا ۳-۵	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مولوی عبد المالک خان صاحب
۳-۵ تا ۳-۲۰	درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام	چوہدری غلام احمد خان صاحب ناظم انصار اللہ ضلع منٹگمری
۳-۲۰ تا ۳-۲۷	نظم	مکرم محمد احمد صاحب انور ایم۔اے
۳-۲۷ تا ۳-۴۲	احمدیت سے ہم نے کیا پایا	” شیخ محمد احمد صاحب مظہر لائل پور
۳-۴۲ تا ۳-۵۷	تقویٰ کے حصول کے طریق	” شیخ محمد حنیف صاحب کوئٹہ
۳-۵۷ تا ۴-۵	نظم	” چوہدری عبد العزیز صاحب
۴-۵ تا ۴-۲۰	سچی معرفت کیا ہے	محترم میر محمد بخش صاحب گوجرانوالہ
۴-۲۰ تا ۴-۳۵	صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلیں۔	مکرم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ
۴-۳۵ تا ۴-۵۰	ایمان کی دولت کی حفاظت کیجئے۔	محترم مرزا عبد الحق صاحب سرگودھا
۴-۵۰ تا ۵-۰۰	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۵-۰۰ تا ۵-۴۵	تفریحی کھیلیں	

اجلاس ششم

۷-۳۰ تا ۷-۴۰	تلاوت قرآن مجید	مکرم محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی
۷-۴۰ تا ۷-۵۰	نظم	چوہدری عبد العزیز صاحب
۷-۵۰ تا ۸-۵	تقسیم انعامات	صدر محترم
۸-۵ تا ۸-۲۰	”تقویٰ کی راہوں پہ قدم مارو تا قبولیتِ دعا کا سرور حاصل ہو“ (المسیح الموعود)	مکرم چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت احمدیہ منٹگمری
۸-۳۰ تا ۹-۳۰	شوریٰ	
۹-۳۰ تا ۹-۴۵	درس قرآن مجید	مکرم مولوی ظہور حسین صاحب

شب بخیر

۱۵ر نومبر ۱۹۶۴ء بروز اتوار

اجلاس ہفتم

۴-۳۰ تا ۵-۰۰	نماز تہجد	
۵-۰۰ تا ۵-۳۵	نماز فجر	
۵-۳۵ تا ۶-۰۰	درس قرآن مجید	مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل
۶-۰۰ تا ۷-۰۰	ذکر حبیب علیہ السلام	
۷-۰۰ تا ۹-۰۰	ناشتہ وغیرہ	

اجلاس ہشتم

۹-۰۰ تا ۹-۱۰	تلاوت قرآن مجید	مکرم حافظ شفیق احمد صاحب
۹-۱۰ تا ۹-۲۰	نظم	” چوہدری شبیر احمد صاحب
۹-۲۰ تا ۹-۳۵	درس قرآن مجید	” مولوی محمد صادق صاحب
۹-۳۵ تا ۹-۵۰	حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارفع مقام اور افضلیت	محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس قائد تعلیم
۹-۵۰ تا ۱۰-۵	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام	مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر لائل پور - ۴۴

۵-۱۰ تا ۱۵-۱۰	حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور قدرت ثانیہ کا ظہور	مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ
۱۵-۱۰ تا ۳۰-۱۰	پیشگوئی مصلح موعود	مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ
۳۰-۱۰ تا ۴۵-۱۰	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کارنامے (۱) بلحاظ امام جماعت	مولانا ابوالعطاء صاحب قائد تربیت
۴۵-۱۰ تا ۰۰-۱۱	(ب) بلحاظ اشاعت دین	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب قائد اصلاح و ارشاد
۰۰-۱۱ تا ۱۵-۱۱	(ج) بلحاظ افاضہ فیوض روحانی	محترم مرزا عبدالحق صاحب سرگودھا
۱۵-۱۱ تا ۳۰-۱۱	(د) بلحاظ افاضہ علوم روحانی	مکرم مولوی عبدالمالک خان صاحب
۳۰-۱۱ تا ۵۰-۱۱	خلافت ثانیہ کے موجودہ دور میں ہماری ذمہ داریاں۔	مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی
۵۰-۱۱ تا ۵۰-۱۲	خطاب	صدر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
۵۰-۱۲ تا ۵۵-۱۲	عہد و دعا	

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

نوٹ:۔ یہ تربیتی اجتماع پرائیویٹ ہے اور ایک پرائیویٹ احاطہ میں منعقد ہو رہا ہے۔

والسلام

خاکسار محبوب عالم خالد ایم اے قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

اعلان نکاح

مورخہ ۲۶ اکتوبر ۶۲ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد نے میری ہمشیرہ امۃ المجیب دختر محمد رشید خان صاحب مرحوم کے نکاح کا مرزا نذیر احمد صاحب ابن مرزا رشید بیگ صاحب مرحوم واہ کینٹ کے ہمراہ بعوض حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ اعلان فرمایا۔ اور دعا کرائی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے اس رشتہ کو مبارک کرے۔ آمین

(محمد نعیم خان سکندر آباد)

ٹیلی ویژن

محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ ہم پاکستان بھر میں سب سے پہلے یہ اعلان کرنے کے قابل ہوئے ہیں کہ ہمارے پاس ٹیلی ویژن سیٹ برائے فروخت آ گئے ہیں۔ جو احباب خریدنے کے خواہش مند ہوں ان سے درخواست ہے کہ جلد از جلد حاضر مال خرید فرمائیں یا آئندہ پہنچنے والے مال میں سے بک کروائیں اگر آپ کا کوئی عزیز غیر ممالک سے واپس آ رہا ہو تو وہ ایک عدد ٹیلی ویژن سیٹ ڈیوٹی کے بغیر لا سکتا ہے اس بندوبست کے تحت بھی آپ ہم سے مزید معلومات کے لئے رجوع فرمائیں تاکہ ہم آپ کے لئے سیٹ منگوانے کا بندوبست کریں۔ نیز ریڈیو۔ ریڈیوگرام۔ ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کی مرمت کا کام یورپ کے تجربہ کار انجینئر کی زیر نگرانی ہوتا ہے۔

"فاروق" یورپ کے تعلیم یافتہ انجینئر جو کہ لندن میں ہزارہا ٹیلی ویژن سیٹوں کی مرمت کا تجربہ رکھتے ہیں۔

۳-ای۔ گلبرگ مارکیٹ لاہور

سیالکوٹ کے احباب

الفضل کا تازہ پرچہ

مکرم خواجہ اللہ دتہ صاحب

ایجنٹ روزنامہ الفضل

بڈھو بازار سیالکوٹ سے حاصل کریں

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق

منیجر روزنامہ الفضل ربوہ

سے خط و کتابت کیا کریں

بلا تبصرہ:

۳۱ علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ

ہفت روزہ المنبر ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۱ سے:۔

اس ضمن میں ممتاز ترین ۳۱ علمائے کرام کا وہ متفقہ فیصلہ بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا۔ جس میں اسلامی مملکت کے بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں اس متفقہ فیصلہ کا سہرا بھی بڑی حد تک جماعت اسلامی کے سر ہی بندھا تھا۔ اور ان علمائے کرام میں ایسی ایسی جلیل القدر دینی شخصیتیں شامل تھیں جن کی عظمت ہر فرقہ کے نزدیک مسلم رہی ہے اور آج بھی ہے اس فیصلہ کے وقت علمائے کرام کے اجلاس کی صدارت مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم نے فرمائی تھی۔ اور مجلس کے شرکاء میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا مفتی محمد حسن مرحوم۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی (مرحوم) مولانا مفتی محمد شفیع مولانا محمد ادریس۔ مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی پیر صاحب محمد امین الحسنات (مانکی شریف) مولانا اطہر علی (مشرقی پاکستان) مولانا راغب احسن (مشرقی پاکستان) مولانا احمد علی (مرحوم) کے علاوہ بیس دوسرے سر برآوردہ اور ممتاز دینی بزرگ موجود تھے ان سب حضرات نے اسلامی مملکت کے جن بنیادی اصولوں پر کامل اتفاق رائے کا اعلان کیا تھا ان میں ایک اصول یہ تھا اور اسے اس فیصلہ میں شق ۱۲ کے تحت درج کیا گیا تھا کہ

"رئیس مملکت کا مسلمان مرد
ہونا ضروری ہے۔ جس کے
تدین صلاحیت اور اصابت رائے
پر جمہور یا ان کے منتخب
نمائندوں کو اعتماد ہو۔"

اس فیصلہ پر مثبت طور پر رئیس مملکت کا مرد ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے اس سے از خود اس بات کی تردید ہو جاتی ہے کہ رئیس مملکت کے منصب پر کسی عورت کو فائز کرنے کی گنجائش شریعت میں موجود ہے تاہم جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ کے ارکان پر مسئلہ کی نوعیت پوری طرح واضح کرنے کے لئے اس ضمن میں ہم مولانا مودودی کی ایک اور تحریر پیش کئے دیتے ہیں جو اس خاص شق کی وضاحت کے لئے لکھی گئی تھی اس تحریر کا مقصد ان ۲۲ نکات کی وضاحت کرنا تھا جن میں ۳۱ علمائے کرام نے اپنے کامل اتفاق رائے کا اعلان کیا تھا چنانچہ موصوف لکھتے ہیں کہ:۔

"ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ایک مختصر مضمون میں کتاب و سنت کی ان تمام تصریحات کو جمع کر دیا جائے جو دستوری احکام پر مشتمل ہیں۔ تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ آج تک علماء جن اصولوں کو اسلام کے دستوری اصولوں کی حیثیت سے پیش کرتے رہے ہیں ان کے اصل ماخذ کیا ہیں"

اس کے بعد اصل مضمون میں مولانا مودودی نے علمائے کرام کے متفقہ فیصلہ کی مذکورہ شق کی وضاحت کرنے اور کتاب و سنت سے اس بنیادی اصول (رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے) کے ماخذ بیان کرنے کے لئے قرآن پاک کی درج ذیل آیت اور نبی صلعم کی ایک حدیث نقل کی ہے

الرجال قوامون علی النساء

مرد عورتوں پر قوام ہیں (النساء ۳۴)

لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ

وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کر دے (بخاری)

اور پھر لکھتے ہیں:۔

"یہ دونوں نصوص اس باب میں قاطع ہیں کہ مملکت میں ذمہ داری کے مناصب (خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ادارت) عورتوں کے سپرد نہیں کیے جا سکتے" اس لئے کسی اسلامی ریاست کے دستور میں عورتوں کو یہ پوزیشن دینا یا ان کے لئے گنجائش رکھنا نصوص صریحہ کے خلاف ہے اور اطاعات خداوندی کی پابندی قبول کرنے والی ریاست اس کی خلاف ورزی کی سرے سے مجاز ہی نہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ علمائے کرام نے بقول مولانا مودودی متفقہ طور پر جو رائے ظاہر کی تھی اور اس رائے کے جو ماخذ مولانا مودودی نے کتاب و سنت سے بیان فرمائے ہیں۔ اور ان ماخذ کی جو تعبیر و تشریح مولانا نے فرمائی ہے اس کی روشنی میں جماعت اسلامی کی مجلس مشاورت کا یہ فیصلہ نصوص صریحہ کے خلاف ہے اور حق پسندی کا اولین تقاضا یہ ہے کہ جماعت اسلامی اپنی اس بہت بڑی غلطی پر جلد از جلد اظہار ندامت کرے۔ نیز اللہ تعالیٰ اور مسلمانان پاکستان سے معافی مانگے، اس اظہار ندامت و معذرت طلبی کے بعد جماعت اسلامی کی مجلس مشاورت کا یہ حق اس سے کوئی نہیں چھین سکتا کہ وہ چاہے تو محترمہ فاطمہ جناح ہی کی حمایت کا فیصلہ کرے لیکن اسلام کے نام پر نہیں۔

لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نئی عمارت کی تعمیر

احباب جماعت کی خدمت میں ایک نہایت ضروری اپیل

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمّت شود پیدا (حضرت مسیح موعودؑ)

مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب افسر لنگر خانہ ربوہ

احباب جماعت "الفضل" میں یہ مسرت انگیز اطلاع پڑھ چکے ہوں گے کہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے ہاتھوں ۸ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کو ربوہ میں جدید لنگر خانہ کی بنیاد رکھی جا چکی ہے اور نصرت گرلز پرائمری سکول کی وسیع عمارت جو ۱۹۶۲ء میں تیار ہوئی تھی لنگر خانہ کے لئے مخصوص کردی گئی ہے اور اب اس وسیع عمارت کے سات کمروں کو رہائش گاہوں میں منتقل کرنے کے علاوہ اس میں باورچی خانہ اور سٹور اور کھانے کا ہال تعمیر ہونے والا ہے یہ نئی تعمیرات چار پانچ سو مربع فٹ کے رقبہ پر محیط ہونگی۔ انشاء اللہ العزیز۔ یہ حصہ مکمل ہوتے ہی نقشہ کے مطابق باقی عمارت کی بھی تعمیر شروع کردی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ یہ سارا کام بھاری اخراجات چاہتا ہے نیز ضرورت کا تقاضا ہے کہ اسے جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے اور یہ مرکزی ادارہ جس کی حقیقی بنیاد خود امام الزمان سیدنا و مرشدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے آج سے قریباً پون صدی پیشتر رکھی تھی اور جسے "فتح اسلام" کی اہم شاخ قرار دیا تھا اپنی پوری شان کے ساتھ تعمیر ہو اور اس کی برکات وسیع سے وسیع تر ہو جائیں۔

اس سلسلہ میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں "تعمیر لنگر خانہ" کی نئی مد کھول دی گئی ہے۔ جماعت کے مخیر اور سر بر آوردہ احباب سے خصوصاً اور دوسرے احباب سلسلہ سے عموماً اپیل ہے کہ وہ اس مقدس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ان ابدی آسمانی انوار و فیوض سے بہرہ ور ہوں جو اس یادگاری ادارہ کے ساتھ ازل سے وابستہ ہیں۔

ایک ہزار روپے کا ایک اَور وعدہ

ایک مخلص احمدی دوست گلگت ایجنسی سے اطلاع دیتے ہیں کہ جس روز سے اعلان نظر سے گزرا ہے طبیعت اس تحریک میں شمولیت کے لئے بے قرار رہی ہے مگر اس انتظار میں دیر ہوتی گئی کہ اللہ تعالیٰ رزق میں متوقع کشائش فرمادے تو یہ وعدہ بطور شکرانہ ارسال کردوں۔ لیکن اب سوچتا ہوں کہ شاید دیر اسی سستی کی وجہ سے ہو لہٰذا اس عاجز کا ایک ہزار روپے کا وعدہ قبول فرمائیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ان کے لئے دعا کی خاص تحریک کردی گئی ہے اور جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس مخلص دوست کی دینی و دنیوی ترقیات خلوص میں اضافہ اور رزق میں کشائش کے لئے دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دینی و دنیاوی برکتوں سے ان کا گھر بھر دے۔

(خاکسار مرزا طاہر احمد ناظم وقف جدید)

> "واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا جو اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا"
> (حضرت مسیح موعودؑ)

ماہ نومبر کا لائحہ عمل

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم مال وقف جدید

کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک سال قبل نگران بورڈ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ یہ مہینہ وقف جدید کی مالی تحریک کے لئے وقف کردیا جائے۔ یہ اس لئے تھا کہ:-

- وہ دوست جو گزشتہ دس ماہ میں اپنے وعدے پورے نہ فرما سکے ہوں وہ غیر معمولی جد و جہد کرکے اس ماہ کے اندر اپنے بقایاجات صاف کریں۔
- وہ دوست جو وعدہ کرنے کی سعادت سے ہی محروم رہے ہوں وہ اس ماہ کی خاص تحریک سے متاثر ہو کر وعدہ ہی نہیں بلکہ ادائیگی بھی ساتھ ہی فرمادیں
- وہ دوست جو اپنی حیثیت سے کم چندہ ادا فرما رہے ہوں اپنے وعدوں سے بڑھ کر ادائیگی کی کوشش کریں
- امراء مقامی یہ جائزہ لیں کہ ان کی جماعت کے تمام افراد اس تحریک میں حصہ لے رہے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو:-
- مستعد کارکنان کے وفود بناکر شمولیت سے محروم دوستوں تک پہنچیں اور جس طرح بھی بن پڑے انھیں اس تحریک میں ضرور شامل کروائیں۔
- یہ کوشش کریں کہ اس ماہ میں کثرت سے ایسے نئے دوست شامل ہوں جو کم از کم ایک ہزار روپے سالانہ یا ایک سو روپے سالانہ ادا کرنے کا وعدہ کریں۔
- جو وعدے نومبر میں موصول ہوں ان کی وصولی اور ادائیگی ساتھ ہی ہوجائے۔ بعد میں ادائیگی کا وقت نہیں رہے گا۔
- امرائے ضلع تمام ضلع میں ہنگامی رنگ میں کام کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی بنائیں جس میں سیکرٹری وقف جدید سیکرٹری مال اور ناظمین وقف جدید۔ مجلس انصار اللہ و خدام الاحمدیہ بھی شامل ہوں اور مندرجہ بالا ہدایات کو ملحوظ رکھ کر ضلع بھر میں نئے وعدوں اور بقایاجات کی وصولیوں کی کوشش فرمائیں۔
- کسی ضلع کی ایک جماعت بھی ایسی نہیں رہنی چاہیئے جو وقف جدید کے نظام میں شامل نہ ہو۔
- ہر جماعت کا کم از کم معیار یہ ہو کہ ان کے تمام بالغ افراد وقف جدید میں شامل ہوں۔
- کم از کم چندہ چھ روپے ہے مگر بچے اور حقیقی معذور حسب توفیق چند پیسے بھی دے سکتے ہیں۔
- زیادہ سے زیادہ چندہ کی کوئی حد نہیں مثلاً اس وقت ایک مخلص دوست پانچ ہزار روپیہ سالانہ ادا فرما رہے ہیں۔ پس صاحب توفیق۔ توفیق ایزدی کے مطابق حصہ لیں۔

فجزاکم اللہ احسن الجزاء

(خاکسار مرزا طاہر احمد)

پہلے عام انتخابات جمہوری بنیادوں پر ہو رہے ہیں

حزب مخالف کو کسی خوف اور پابندی کے بغیر انتخابی مہم چلانے کی مکمل آزادی ہے (صدر ایوب)

ڈھاکہ ۲ نومبر۔ صدر محمد ایوب خان نے اپنی ماہانہ نشری تقریر میں کہا ہے کہ ملک کی تاریخ میں پہلی بار بالغ حق رائے دہی کی بنیاد پر عام انتخابات ہو رہے ہیں آزادی وطن کے بعد یوں تو صوبائی سطح پر انتخابات ہوتے رہے لیکن عام انتخابات کے انعقاد کے سلسلہ میں ہمیشہ ٹال مٹول سے ہی کام لیا گیا۔ کوئی شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ انتخابات سطحی جمہوری بنیادوں پر ہو رہے ہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ حزب اختلاف کو کسی خوف اور پابندی کے بغیر انتخابی مہم چلانے کی کھلی آزادی ہے انتخابات میرے لئے اس وجہ سے بھی باعث اطمینان ہیں کہ اس طرح ایک آئینی ذمہ داری پوری ہوگی۔ اور مجھے توقع ہے کہ انتخابات کے موجودہ طریق کار کے سبب کسی قسم کی گڑبڑ نہیں ہوسکے گی کیونکہ موجودہ انتخابی سرگرمیوں نے عوام میں سیاسی شعور پیدا کردیا ہے عوام کو حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کا موقف جاننے کا موقع دیا گیا ہے اب یہ ان کا فرض ہے کہ صحیح نمائندے چنیں اور محض جذباتی باتوں اور نعروں پر دھیان نہ دیں میں انتخابات کے سلسلہ میں ایک مثالی روایت قائم کرنا چاہتا ہوں۔ صدر محمد ایوب خان نے اپنی تقریر میں موجودہ حکومت کے تعمیری اقدامات پر بھی روشنی ڈالی۔ انھوں نے گزشتہ آٹھ سال کی مدت میں مختلف شعبوں میں ہونے والی ترقی کا بھی مختصر جائزہ لیا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴